Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 35, Sr.No.94, 2014, pp 11 - 28

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۵، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۴ء، شمارہ ۹۴

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ایک نادر عربی مخطوط

ڈاکٹر محمد سرفراز خالد☆

Abstract:

The Punjab Univrsity's Library is one of the richest libraries in Pakistan. Besides books on all disciplines in various languages of the world, the library has thousands of manuscripts in Arabic, Persian and Urdu. The article introduces a manuscript of an Indian scholar Mufti Abdus Salam Diwi on Islamic jurisprudence entitled *"al-Insharat al-Ma'aliyah"* which is a commentary of 'Abdullah b. Ahmad Nasfi's book "Manar al-Anwar". Mufti Diwi's work has hitherto not published and its two manuscripts are present, one in the Main Library of University of the Punjab Lahore and the other in Bankipur Library (India). This work is an encyclopaedia of Fiqh and is based on four juristic schools. Being a Hanafite, the scholar has established the superiority of his own school. The manuscript manifests commentator's lexicographical knowledge, intelligence, reasoning, memory and in-depth study of jurists literature of Islam.

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ مسلمانان عالم نے ہر دور میں درس و تدریس کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ نیز ہر شعبہ زندگی کے ماہرین مثلاً مفسرین، محدثین، فقہاء اور سائنسدانوں نے ایسی نادر کتب مرتب کیں جو علوم وفنون کے خزانوں سے بھری پڑی ہیں۔ بے شمار کتب خانوں کی تباہی و بربادی کے باوجود لاکھوں قلمی نسخے اور مخطوط آج بھی بہت سی لائبریریوں اور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ) گورنمنٹ کالج، یونیورسٹی، لاہور

پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری کا شمار بھی ان لائبریریوں میں ہوتا ہے جہاں ہزاروں نادر اور نایاب کتابوں اور قلمی نسخوں کا ذخیرہ محفوظ و مامون ہے۔ ان میں ایک نسخہ مفتی عبدالسلام دیوی کا مرتب کردہ ''**الا نشرحات المعالیه**'' ہے جو علم ''اصول فقہ'' کا بے نظیر نمونہ ہے اور تا حال منتظر اشاعت ہے۔ پیش نظر اس مخطوط کے تعارف سے قبل علم اصول فقہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں متعارف کروانے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اس مخطوط کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دین متین کی اساس میں علم اصول فقہ، کتاب و سنت سے علوم شرعیہ کے استنباط کے لیے اہم حیثیت رکھتا ہے۔ علم اصول فقہ اللہ تعالیٰ کے ان قرآنی احکام کی معرفت کے لیے ایک اہم علم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر قیام عدل کی غرض سے نبی مکرم ﷺ پر نازل فرمایا۔ اور ان احکام کا صحیح فہم وادراک اس علم اصول فقہ کے بغیر ناممکن نظر آتا ہے۔ ایک مجتہد کو ہی یہ خدا داد صلاحیت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اشتباہ و اغلاط سے اپنے دامن کو محفوظ رکھتے ہوئے کتاب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں احکام کی صحیح تعبیر وتشریح کر سکتا ہے۔

علم اصول فقہ کی اہمیت اور علوم دین میں اس کی بنیادی حیثیت سے اعراض ممکن نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ سے واضح ہے۔

﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ ﴾ (۱)

(تو کیوں نہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلی تا کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔)

﴿ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴾ (۲)

(اور اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔)

﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ☆ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴾ (۳)

(اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھیں۔)

﴿ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ﴾ (۴)

(اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف و ستائش میں رطب اللسان ہے۔ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔)

﴿ فَمَا لِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾ (۵)

(تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہیں ہوتے۔)

احادیث رسولؐ سے بھی یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ علم اصول فقہ کو تمام علوم میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اور تفکر و تدبر کو دیگر عبادات سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (٦)

(اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔)

"وعن عبدالله بن عمروؓ قال : دخل النبي ﷺ المسجد وقوم يذكرون الله عز وجل وقوم يتذاكرون الفقه فقال النبي ﷺ : كلا المجلسين إلىٰ خير ، أما الذين يذكرون الله عز وجل ويسألون ربهم فإن شاء أعطاهم وإن شاء منعهم ، وهؤلاء يعلمون الناس ويتعلمون ، وإنما بعثت معلما ، وهذا أفضل فقعد معهم" (٧)

(حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت اللہ عزّ وجل کے ذکر واذکار میں مصروف ہے۔ جبکہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت دین کی فہم وفراست میں مشغول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دونوں جماعتیں بھلائی کی طرف گامزن ہیں۔ جو جماعت اللہ عزّ وجل کے ذکر میں مصروف ہے، اور اپنے ربّ سے طلب کر رہی ہے اگر ان کا ربّ چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر چاہے تو نہ عطا فرمائے۔ اور وہ جماعت جو لوگوں کے لیے درس وتدریس میں مصروف ہے، اور یقیناً میں معلّم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں، اور یہ جماعت افضل ہے اور یہ فرما کر آپ ﷺ ان میں بیٹھ گئے۔)

" ما بال قوم لا يفقهون جيرانهم ، ولا يعلمونهم ، ولا يعظونهم ، ولا يأمرونهم ، ولا ينهونهم ...." (٨)

(قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ہمسایوں کو سمجھاتے نہیں اور نہ انہیں تعلیم دیتے ہیں۔ اور نہ اُنہیں وعظ ونصیحت کرتے ہیں، نہ اُنہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نہ انہیں برائی سے روکتے ہیں۔)

" يسير الفقه خير من كثير العبادة وخير أعمالكم أيسرها" (٩)

(دین میں تھوڑا سا تفکر و تدبّر کثیر عبادت سے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میں بہترین آسان (اعمال) ہیں۔)

" من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب " (۱۰)

(جو دین کے بارے میں فہم حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے غم و پریشانی میں اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔)

" مثل العابد الذّى لا يتفقه كمثل الذى يبني بالليل ويهدم بالنهار " (۱۱)

(ایسے عابد کی مثال جو بغیر تفکّر و تدبّر کے ذکر میں مصروف ہے، ایسے ہے جیسے رات کو عمارت تعمیر کرتا ہے اور دن کو گرا دیتا ہے۔)

ان آیات قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ علم اصول فقہ تمام اسلامی علوم کی بنیاد فراہم کرتا ہے جس کے ذریعہ قرآن و حدیث کے فہم ادراک میں مدد ملتی ہے۔ اصول فقہ کے ماہرین نے اس حقیقت کو اپنے اپنے انداز میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

حجتہ الاسلام امام غزالیؒ کے الفاظ میں:

"هو العلم الذّى إزدوج فيه العقل والسمع ، واصطحب فيه الرأى والشرع ، فأخذ من صفو الشرع والعقل سواء السبيل ، فلا هو تصرف بمحض العقول بحيث لا يتلقاه الشرع بالقبول ولا هو مبني علىٰ محض التقليد الذّ ى لا يشهد له العقل بالتأييد والتسديد " (۱۲).

(یہ ایک ایسا علم ہے جس میں عقل و سماع نیز رائے اور شریعت کا متزاج ہے۔ اور یہ شریعت و عقل کا مساوی انتخاب ہے۔ نہ تو یہ محض عقل کا تصرّف ہے کہ اس میں شریعت کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی تقلیدِ محض ہے کہ جس میں عقل کی تائید نہ ہو۔)

حاجی خلیفہؒ کی رائے میں علم اصولِ فقہ:

" هو علم يُتَعَرَّفُ به إستنباط الأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها الإجمالية " (۱۳)

(یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے فروعی شرعی احکامات کے نتائج و استنباط کو ان کے اجمالی دلائل سے پہچانا جاتا ہے۔)

صدر الشریعہؒ علم اصول فقہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

" علم القواعد التي يُتَوَصَّلُ بها إليه (إلىٰ الفقه) علىٰ وجه التحقيق " (۱۴).

(ایسے قواعد کا علم ہے جس کے ذریعے تحقیقی طور پر فقہ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔)

معلم بطرس بستانی کہتے ہیں:

" علم الأصول ويقال أصول الفقه ؛ علم بأصول يعرف بها أدلة الفقه الإجمالية وطرق إستفادة جزئياتها وحال مستفيدها ، وموضوعه أدلة الفقه الإجمالية ، وحكمه : الوجوب العيني علىٰ من انفرد والكفائي علىٰ المتعدد وواضعه الإمام الشافعيؒ ـ" (۱۵)

(علمِ اصول کو علم فقہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایسے اصول کا علم ہے جس کے ذریعہ فقہ کی اجمالی تعریفوں کو پہچانا جاتا ہے، اس کی جزیات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ اس سے استفادہ کرنے والے کے حال کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا موضوع فقہ کی اجمالی ادلّہ ہیں۔ اس کا حکم انفرادی طور پر 'وجوب عینی' اور اجماعی طور پر ''وجوب کفائی'' ہے۔ اس علم کو وضع کرنے والے امام شافعیؒ ہیں۔

فرید وجدی دائرۃ المعارف میں اصول فقہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

" علم الأصول : إذ طلقت الأصول علىٰ علم فلا تنسرف إلّا إلىٰ أصول الفقه ، وهذا العلم أول من وضعه الإمام الشافعيؒ ؛ وهو علم دلائل الفقه الإجمالية وأسسه الأولية وهو بالنسبة للأحكام الشرعية بمنزلة المنطق للأمور العقلية ، من هنا صار لكل ملهب أصول متميّزة لأنها لم يختلف تبعاً لإختلاف أصولها " (۱۶)

(**علم اصول:** جب اصول کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے تو اس کا اطلاق صرف اصول فقہ پر ہوتا ہے۔ اس علم کے وضع کرنے والے پہلے فرد امام شافعیؒ ہیں۔ یہ اجمالی فقہی دلائل کا علم، اور اولین بنیادی علم ہے۔ یہ علم احکام شریعہ کے حوالہ سے امور عقلیہ کے لیے منطق کے قائم مقام ہے۔ ہر مذہب کے امتیازی اصول اسی سے ہیں۔ کیونکہ یہ اصولوں کے اختلاف کے باعث مختلف نہیں ہوتا۔)

بدران ابوالعینین کی رائے میں اصول فقہ کی تعریف اس طرح سے ہے۔

"هو مجموعة القواعد و البحوث التى يتوصل بها الى استنباط الاحكام الشرعية العلمية من ادلتها التفصيلية" (۱۷)

(یہ قواعد و مباحث کا مجموعہ ہے جس کے ذریعے شریعت کے عملی احکام کا تفصیلی دلائل سے استنباط کیا جاتا ہے۔)

برصغیر پاک و ہند کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے احسانِ عظیم فرمایا کہ انہیں اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اسلامی علوم بالخصوص علم اصول فقہ کے درس و تدریس میں برصغیر کے علماء کو ممتاز مقام

حاصل ہے، جنہوں نے اس عظیم الشان علم کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنی مساعی جمیلہ کو بہترین انداز میں بروئے کار لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور انہی کی فکری کاوشوں کے نتیجہ میں اصول فقہ کی قدیم اور بیش قیمت کتابوں پر علمی حواشی اور تبصرے منقش ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں خصوصی طور پر مذہب حنیفہ کی بیشتر اصولی کتابوں کی تصنیف و تالیف ہوئی مثلاً منارالانوار، اصول البزدوی، اصول السرخسی، تنقیح الاصول، کتاب التوضیح، التلویح، تقویم الادلۃ، اصول الجصاص، المختصر، التحریر، التقریر، اصول الشاشی اور مسلم الثبوت وغیرہ اہمیت کی حامل ہیں۔

شیخ عبدالحی لکھنوی نے ''الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند'' میں برصغیر پاک و ہند کے علماء کی کثیر کتب کا تذکرہ کیا ہے جن میں فقہی، اصولی اور اجتہادی مسائل پر گفتگو کی ہے۔ اکثر علماء نے بنیادی اصولی کتب کی شروح اور حواشی تحریر کیے ہیں جن سے ان علماء کے تبحرِ علمی اور ثقاہت کا اظہار ہوتا ہے۔)(۱۸)

مؤلّفِ مخطوط کے مختصر حالات زندگی:

مفتی عبدالسلام دیویؒ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے آسمانِ علم و عرفان پر چمکنے والے عظیم ستاروں میں ہوتا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد ایران کے صوبہ کرمان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں آباد ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح سے ہے۔ مفتی عبدالسّلام بن ابی سعید بن محبّ اللہ بن احمد بن عبدالرّحیم بن احمد الفیاض بن محمد اعظم حسنی کرمانوی دیوی (۱۹)۔ آپ کا شمار گیارہویں صدی ہجری کے جید علماء اور مغل شہنشاہ شاہجہان کے عہد کے عظیم امراء میں ہوتا ہے۔ آپ ملاّ عبدالکریم کے نواسے تھے۔۔۔۔۔ آپ صحیح النسب سید تھے (۲۰)۔ اور دیوہ کی نسبت سے دیوی کہلائے جو ضلع بارہ بنکی (لکھنو) کا ایک قصبہ ہے۔ (۲۱)

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے حاصل کی اور اپنے قصبے اور علاقے کے نامور علماء سے بھی علم حاصل کیا، پھر عازم لاہور ہوئے (۲۲)۔ دیوہ اور کاکوری میں ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر ملاّ صاحب لاہور کے شہرہ آفاق مدرس ملاّ عبدالسّلام لاہوری کے حلقہ درس میں داخل ہوئے (۲۳)۔ مولانا شاہ تراب علی قلندر اپنی مشہور تصنیف کشف التواری (قلمی) میں لکھتے ہیں کہ ملاّ عبدالسّلام دیوی مخدوم عبدالحکیم کے شاگرد اور انہیں سے تربیت یافتہ تھے (۲۴)۔

تحصیل (علم) کے بعد، ایک زمانے میں آپ کو اپنے استاد کی جگہ لاہور میں تدریس کے

فرائض ادا کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا(۲۵)۔ یہاں تک کہ فقہ، اصول فقہ اور کلام میں اپنے اقران ومعاصرین سے فوقیت لے گئے۔ آپ کے معاصرین میں مولانا محمد فاضل بدخشی اور مولانا عبدالطیف سلطان پوری قابل ذکر ہیں(۲۶)۔ ملاّ دانیال چوراسی، ملاّ عبدالقادر فاروقی اور ملاّ عبدالحلیم (والد قطب الدین شہید سہالوی) جیسے علماء آپ کے تلامذہ میں دکھلائی دیتے ہیں(۲۷)۔

شہنشاہ شاہجہان خود بھی فاضل دیوی کا احترام کرتا تھا اور آپ کے علم وفضل کے اعتراف میں شاہجہان نے آپ کو اپنے دیوان اور لشکر میں مناصبِ جلیلہ پیش کیے(۲۸)۔

خیرالزمان صدیقی کے بیان کے مطابق:

"....شاھجھان بادشاہ بسبب استادیش وتبحر علوم بسیار اکرام اومی کرد ونزد خود می نشاند ، سند افتائے اردو معلٰی بنام ملا بود ، تا عرصہ ممتد خدمت مذکور ازو تعلق می داشت "(۲۹)

(بادشاہ شاہجہان بحیثیت استاد اور کثیر علوم میں آپ کی تبحر علمی کی وجہ سے، آپ کی بہت زیادہ عزت وتوقیر کرتا تھا۔ وہ آپ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیتا۔ اور سلطانی لشکر میں مفتی کے عہدہ پر فائز کیا۔ آپ عرصہ دراز تک اس منصب پر فائز رہے۔)

بادشاہ کے ساتھ اس قرب ووابستگی اور شاہی اعزاز واکرام کے باوجود آپ اپنے قول وفعل میں واضع اور فکر وبیان میں مطلق آزاد تھے اور یہ وابستگی آپ کو حق کی پہچان اور باطل کی نشاندہی سے نہ روک سکی۔ ایک مرتبہ شاہجہان کے ساتھ قلعہ شاہجہان آباد (جو کہ اس وقت زیرِ تعمیر تھا) کی فصیل پر چلنے کا اتفاق ہوا۔ مولانا کی جانب سے دیوار پر چلتے کچھ لڑکھڑاہٹ محسوس کرتے ہوئے بادشاہ آپ سے مخاطب ہوا:

اے ملاّ! از مرگ ایں قدر می ترسی کہ بر دیوار رفتن نمی توانی ؟

(مولانا موت سے اس قدر خوف کہ دیوار پر چلنے کی بھی ہمت نہیں؟)

آپ نے برجستہ جواب دیا:

چگونہ ترسم چرا کہ مثل من ہزار سال چرخ اگر زندد گرپیدانہ شود و مانند بادشاہ بسیار ممکن اند

(کیوں نہ خوف کھاؤں کہ آسمان ہزار گردش کرے پھر بھی میری مثل پیدا نہیں ہوسکتا۔ لیکن تیرے جیسے بادشاہ زمانے میں ممکن ہے کثیر تعداد میں موجود ہوں۔)

بادشاہ مسکرا کر خاموش ہوگیا(۳۰)۔

اور اسی طرح ایک واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے جس میں دین اسلام کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے مفتی عبدالسّلام کے قول کی صراحت اور عدم خوف کی جھلک نظر آتی ہے۔

ایک دفعہ ولی عہد شہزادہ داراشکوہ نے اپنے والد سے کہا آپ زمین پر ظل الٰہی اور خلیفہ الرسولؐ ہیں۔ لہٰذا تمام خواص وعوام اور اعلیٰ وکمتر پر واجب ہے کہ وہ آپ کی اطاعت وتعظیم کرے۔ تمام علماء اور عامتہ الناس آپ کا احترام کرتے ہیں سوائے مفتی عبدالسّلام کے۔ جبکہ انہیں قرآن وحدیث کی فہم بھی ہے اور اس فہم اور تدبّر کے باوجود وہ آپ کی ویسی تعظیم نہیں کرتے جیسی کہ ان پر واجب ہے۔ قرآن کی نص سے یہ بات عیاں ہے کہ "﴿أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ﴾"(۳۱) اور وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔

شاہجہان نے سن کر خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دنوں بعد شہزادہ نے شاہجہان سے دوبارہ اس کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا جب مفتی صاحب دربار میں حاضر ہوں تو ان سے اس آیت کا معنٰی اور تفسیر معلوم کرنا۔

ایک مجلس میں جہاں مفتی صاحب موجود تھے داراشکوہ نے اُن سے اس آیت کا معنٰی دریافت کیا۔ مفتی صاحب نے کہا اس آیت کا مفہوم ومعنٰی بالکل واضح ہے۔ کہ تم پر واجب ہے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس کے نائب کی۔ شہزادہ نے سوال کیا: اس کا نائب کون ہے۔ مفتی صاحب نے جواب دیا۔ نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص ہے جو لوگوں کو دین اسلام کی طرف راہنمائی کرے۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ وہ ہمارا ادب واحترام کرے۔ جب شہزادہ نے یہ سنا تو اس پر سکوت طاری ہوگیا اور کوئی بات کرنے کی استطاعت نہ رہی۔

شاہجہان نے مسکراتے ہوئے شہزادے سے کہا، سن لیا مفتی صاحب کا جواب(۳۲)"

بعض تذکرہ نگاروں نے اس نوعیت کے مزید واقعات کا ذکر کیا ہے جن سے مفتی عبدالسلام

دیوی کی عظمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

شاہجہان کے عہد حکومت میں آپ کو شاہی لشکر میں مفتی کا عہدہ دیا گیا مگر لاہور کی آب وہوا پھر انہیں کھینچ لائی اور وہ یہاں ایسے جم کر بیٹھے کہ پھر نہ اُٹھے (۳۳)۔

ملاّ عبدالسّلام دیوی کے کئی فرزند تھے وہ بھی اپنے وقت کے مشاہیر میں شامل تھے۔ ان میں ملاّ نور الھدیٰ، ملاّ نظام الدین احمد، ملاّ سید عبدالحفیظ، ملاّ عبد الباقی (شارح مثنوی مولانا روم) اور عبد الصمد مفسرِ قرآن کے نام اکثر تذکروں میں ملتے ہیں (۳۴)۔

مفتی عبدالسّلام دیوی نے اپنے ایک اور بیٹے عبدالمعالی کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور اپنی کتاب ''**الانشر احات المعالیه**'' کے مقدمہ میں کتاب کو اپنے بیٹے سے منسوب کیا ہے جو ''نقوش'' لاہور نمبر کے مطابق اُس کے زمانہ طالب علمی میں فن حکمت و منطق میں تصنیف کی۔ مگر خود مولّف نے کتاب کے مقدمہ میں کتاب کو اپنے بیٹے کی وفات کے بعد اس مرحوم و مغفوز کے اطمینان قلب کی خاطر لکھنے کا ذکر کیا ہے (۳۵)۔

''نقوش'' لاہور نمبر میں مفتی عبدالسلام کی ایک بیٹی کا ذکر بھی ان الفاظ میں ہے آپ نے اپنے رہنے کے لیے قصبہ دیوہ میں ایک حویلی بھی بنوائی تھی جسے بعد میں آپ نے اپنی بیٹی کے نام ہبہ کر دیا (۳۶)۔ مگر کسی تذکرہ میں آپ کی بیٹی کے نام کا علم نہیں ہوسکا۔

مفتی عبدالسّلام دیوی نے بہت سی کتابوں کی تصنیف و تالیف کی جن میں

۱۔	حاشیہ علی حاشیۃ الخیالی	۲۔	شرح علی المنار
۳۔	حاشیہ علی تفسیر البیضاوی	۴۔	حاشیہ علی شرح الصحائف (فی الکلام)
۵۔	حاشیہ علی ہدایۃ الفقہ	۶۔	شرح علی تہذیب المنطق
۷۔	حاشیہ علی التحقیق		وغیرہ قابل ذکر ہیں (۳۷)۔

مولانا عبدالسلام دیوی کی درست تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا۔ عبدالحی لکھنوی مولّف ''نزہۃ الخواطر'' نے ایک قول نقل کیا ہے۔

قال الصوفی فی ''اکسیر'' انه مات فی تسع و ثلاثین و الف (۱۰۳۹ھ)۔

(صوفی نے اپنی کتاب اکسیر میں کہا ہے کہ یقیناً وہ (مفتی عبدالسّلام دیوی) ۱۰۳۹ھ میں فوت ہوئے۔) (۳۸)

''بادشاہ نامہ'' کے مؤلف نے سال ۱۰۴۷ھ کے واقعات بیان کرنے کے بعد علماء وفضلاء کے تذکرے میں ملا عبدالسّلام دیوی کا ذکر شامل کیا ہے۔ جس کے یہ آخری الفاظ بتاتے ہیں کہ ملّائے موصوف اس وقت (یعنی ۱۰۴۷ھ) تک زندہ تھے۔

''جن حضرات سے بادشاہ نے دعا اور نمازِ استسقاء کی درخواست کی تھی ان میں سید جلال الدین، مفتی عبدالسّلام دیوی، شیخ مجیب علی سرہندی، مظہر بدائع اور شیخ ناظر شامل ہیں'' (۳۹)۔

محمد اسحاق بھٹی مؤلف ''فقہائے ہند'' کی رائے میں:

''شاہجہان کے دسویں سال کے جلوس کا سنہ ۱۰۴۶ھ ہے ۔۔۔۔۔۔ یعنی ۱۰۴۶ھ میں مفتی عبدالسلام زندہ تھے'' (۴۰)۔

فہرست مخطوطات بانکی پور لائبریری کے مؤلف نے مفتی عبدالسّلام کی تاریخ وفات ۱۰۴۲ھ بیان کی ہے۔ اور اس کی تائید میں ایک قطعہ تحریر کیا ہے۔

شیخ عبدالسّلام مولانا اوستاذ سرہمہ فضلا
سالِ فوتش چو از خرد جستم خردم گفت افضل علما
(۱۰۴۲ھ) (۴۱)

شیخ مولانا عبدالسّلام کا شمار تمام بڑے بڑے علماء کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔
جب میں نے عقل سے ان کا سال وفات معلوم کیا تو عقل نے مجھ سے کہا ''افضل علما'' (۴۲)

مخطوط کا تعارف

''الانشر احات المعالیہ'' تالیف مفتی عبدالسّلام دیوی (۴۳) جسے ہم نے تنقیدی جائزہ اور علمی تحقیق کے لیے منتخب کیا ہے، اس کا مخطوط پنجاب یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں موجود'' فہرست مخطوطات'' میں ۲۹۳۴ نمبر کے تحت محفوظ ہے۔ یہ مخطوط بہتر حالت اور مکمل صورت میں ہے، جسے خط نسخ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اور ۳۵۰ اوراق (۷۰۰ صفحات) پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ ۲۲x ۱۴ سینٹی میٹر سائز کا ہے جس پر ۱۷ سطریں تحریر ہیں۔ مخطوط پر اس کے موضوع کے بارے میں کچھ درج ہے،

اور نہ ہی اس کے کاتب اور تاریخ کتابت کے بارے میں کوئی وضاحت ملتی ہے۔

اس کتاب کا دوسرا مخطوط بانکی پور لائبریری انڈیا میں زیر نمبر ۱۵۰۸ موجود ہے۔ اور ''الشرح علی المنار'' کے نام سے درج ہے۔ جو ۲۴۰ اوراق (۴۸۰ صفحات) پر مشتمل ہے۔ جسے ہم نے مائیکرو فلم کی صورت میں حاصل کیا، خستہ حالت میں اور دونوں اطراف سے ناقص ہے۔

مخطوط ابتداء میں ناقص ہے جس کے باعث مولّف فہرست مخطوطات بانکی پور لائبریری اس کے اصل نام سے متعارف نہیں ہوسکا۔ کیونکہ اس کی ابتداء بغیر مقدمہ کے، اور ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"قوله " بسم الله الرحمن الرحيم " بدأ كتابه بأن جعله مبدأه ...." (۴۴)

اور اسی طرح آخر میں بھی ناقص ہے اور اس پر کاتب کا نام اور نہ ہی تاریخ کتابت درج ہے۔ جبکہ جامعہ پنجاب میں موجود قلمی نسخہ مقدمہ کے ساتھ ہے اور اس کی ابتداء درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

''الحمد لله الذی دلّ علی وجوده بتكوين المخلوقات ...."

یہ مخطوط جسے ہم نے اپنی علمی تحقیق کے لیے منتخب کیا ہے، موضوع کے لحاظ سے نادر اور نوعیت کے لحاظ سے یکتا ہے۔ اس قلمی نسخے کا موضوع علم اصول فقہ ہے۔ یہ مخطوط دراصل ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد المعروف حافظ الدین نسفیؒ (متوفی ۷۱۰ ھ) (۴۵) کی کتاب '' منارالانوار'' (منارالاصول) (۴۶) کی شرح ہے۔ جس کا اظہار خود مؤلف نے مقدمۂ کتاب میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔

" ثم المختصر الموسوم بمنار الأصول من مصنفات حافظ الملة والدين أبي البركات النسفي برد الله مضجعه لما كان جامعاً لمسائل أصول الشيخين فخر الإسلام البزدوی(۴۷) وشمس الأئمة السرخسي(۴۸) وكان خالياً من غبار كلام الأشعرية(۴۹) والمعتزلة (۵۰) فاخترت تحرير مسائله وتبيين مبانيه من المسائل الكلامية" (۵۱)

(یہ کتاب بعنوان '' منارالاصول'' حافظ ملت و دین ابوالبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے ہے۔ جو کہ دو عظیم شخصیات فخر الاسلام بزدویؒ اور شمس الائمہ سرخسیؒ کے مسائل اصول کی جامع ہے، اشعریہ اور معتزلہ کے کلام کی گرد سے صاف ہے۔ لہٰذا میں نے مسائل کلامیہ میں اس کے مسائل

واصول کے تحریر کرنے کا انتخاب کیا ہے۔)

عبارت مذکورہ میں فاضل مؤلف نے ''المنار'' کی جن دو امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

اول: کتاب المنار فخر الاسلام بزدویؒ اور شمس الائمہ سرخسی کی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

دوم: یہ کتاب اشاعرہ اور معتزلہ کے مباحث کلامیہ سے پاک ہے۔

بعد ازاں فاضل شارح نے اپنی شرح کا اسلوب بھی واضح کر دیا ہے۔

نیز متنِ کتاب کے الفاظ و معنی کی عمومی تشریح کے علاوہ ان تمام مقامات کی خاص توضیح کر دی ہے جہاں مسائل کلامیہ کے حوالہ جات آتے ہیں۔ اور حسب ضرورت ہر مسئلہ کا کلامی پس منظر بھی بیان کر دیا ہے۔ مفتی عبدالسلام نے کتاب کے مقدمہ میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

" فاخترت تحرير مسائله وتبيين مبانيه من المسائل الكلامية ۔ كمسئلة القدر ۔ أهي علة للفعل أو شرط له ، والعدم معلل أم لا ، والحال متحققة أم لا .. فذكرت تحت كل مسئلة مبناها إن دعت الحاجة إليه ....'' (۵۲)

(میں نے مسائل کلامیہ میں سے مسائل اور اصول تحریر کرنے کا انتخاب کیا ہے جیسے کہ مسئلہ قدر، کیا یہ فعل کی علت ہے یا شرط۔ اور عدم، معلل ہے یا نہیں۔ اور حال، محقق ہے یا نہیں۔ اور میں نے ہر مسئلہ کے تحت جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی اس کا اصول ذکر کر دیا ہے۔)

بعض تذکرہ نگاروں نے مفتی عبدالسلام دیوی کے مرتب کردہ ''شرح منار الاصول'' اور ''الانشراحات المعالیہ'' کو مؤلف کی دو الگ الگ تصانیف شمار کیا ہے۔ درحقیقت ''الانشراحات المعالیہ'' ہی منار الانوار کی شرح ہے جس کے بارے میں مؤلف نے اپنے مقدمۂ کتاب میں ان الفاظ سے توجہ دلائی ہے۔

" ولما كان الداعي لهذا التأليف الولد المغفور المبرور أبو المعالي (۵۳) وكان تحريراً مفيداً لإنشراح خاطره سميته بـ " الإنشراحات المعالية ''(۵۴).

(اس کتاب کی تالیف کا باعث میرا نیک صفات مرحوم ومغفور بیٹا عبد المعالی ہے اور یہ

کتاب اُس کے دل کی آسودگی کا باعث بنے گی۔اسی لیے میں نے اس کا نام ''الانشراحات المعالیہ'' رکھا ہے۔)

اسی طرح مخطوط کے خاتمہ پر کاتب نے اپنا نام اور تاریخ لکھے بغیر اس کا اختتام کرتے ہوئے ''الانشراحات المعالیہ'' کو شرح المنار قرار دیا ہے۔

" قد وقع الفراغ من تسويد شرح المنار المسمىٰ بالإنشراحات المعالية في علم الإصول من مصنفات ملا عبد السلام رحمة الله عليه "(٥٥).

(علم اصول فقہ میں کتاب المنار کی شرح ''الانشراحات المعالیہ'' جوملاّ عبد السّلام رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ہے، کے مسودہ کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی۔)

الانشرحات المعالیہ کی امتیازی خصوصیات:

کتاب اپنے انداز تالیف کے باعث امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔مؤلّف نے اس میں فقہاء کے انداز پر گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ احکامات کی بحث میں متکلمین کے طریقہ کو جمع کردیا ہے۔یہ مخطوط اپنے مختلف امتیازات کی وجہ سے برصغیر کے علماء کی تالیفات میں جداگانہ اور ممتاز مقام پر فائز ہے،اور کتاب کو اس خطہ ارضی میں مرتب کردہ اہم اصولی مصادر میں شمار کیا جاسکتا ہے۔اس مخطوط کے امتیازات کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو درج ذیل اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

☆ جس زمانہ میں مؤلّف کی نشوونما ہوئی وہ مغل شہنشاہ شاہجہان کا عہد حکومت تھا۔مؤلّف کی تحریروں میں اس دور کے شیعہ اور سنّی افکار واعتقادات میں اختلافات کی جھلک نظر آتی ہے۔مثال کے طور پر جہاں انہوں نے صراطِ مستقیم کی شرح کی ہے۔واضح طور پر دیکھائی دیتا ہے کہ مؤلّف کا اس بات پر اصرار ہے کہ اس راستہ پر منزل کا حصول اتباع شیخین ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بغیر ممکن نہیں۔

اُن کے الفاظ میں:

"......قوله (الصراط المستقيم.....) و هى ملة الإسلام ولايتوصل اليها مصونة عن البدعة إلّا باقتفاء أبي بكرؓ وعمرؓ الذين أثبتا الدين بعد وفاته ﷺ حين ارتد القوم ومنعوا الزكاة

......فلذا فسر الفقيه أبو الليث الصراط المستقيم بصراط أبي بكرؓ وعمرؓ..."(۵۶).

(یہ ملت (دین) اسلام ہے۔اور بدعات سے بچ کر اس تک پہنچنا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اتباع و پیروی نہ کی جائے۔جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔اُس وقت جبکہ لوگ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے منکر ہوگئے تھے۔اسی لیے فقیہ ابو اللیث نے صراط مستقیم کی تفسیر صراطِ ابوبکرؓ وعمرؓ کی ہے۔)

☆ باوجود اس کے کہ مؤلّف کا حنفی مکتبۂ فکر سے تعلق ہے۔مگر انہوں نے علمی مباحث میں اپنے دور میں مروج تمام مذاہب اور مکاتب فکر مثلاً حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، اشاعرہ، معتزلہ، ماتریدیہ کے افکار سے استفادہ کیا ہے اور اُن مذاہب کی آراء کا علمی جائزہ لینے کے بعد بغیر کسی مذہبی تعصب کے ان میں سے احسن رائے کا انتخاب کیا ہے۔اس طرح یہ کتاب علم اصول فقہ میں ایک قیمتی اضافہ اور اثاثہ ثابت ہوئی ہے۔

☆ مولّف نے فقہ حنفی کے جن عظیم فقہاء کی کتابوں سے استفادہ کیا ان میں امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام خصافؒ اور امام طحاویؒ قابل ذکر ہیں۔اسی طرح فقہ شافعیہ کے عظیم فقہاء جن میں امام شافعیؒ کے علاوہ امام مزنیؒ، امام غزالیؒ، امام رافعیؒ، امام نوویؒ، امام سیوطیؒ اور امام سبکیؒ نمایاں نظر آتے ہیں، کی کتابوں سے اہم مضامین شامل کیے ہیں۔

☆ فقہاء کی آراء کے ساتھ ساتھ مولّف نے اس میں اکابر علماء اصولیّین کی آراء کو شامل کیا ہے۔جن میں قاضی عبد الجبار معتزلیؒ، ابن شریحؒ، امام غزالیؒ، قاضی ابوبکر باقلانیؒ، ابو الحسین بصری معتزلیؒ، ابن حاجبؒ، امام الحرمین جوینیؒ، امام کرخیؒ، کے علاوہ بہت سے عظیم مفکرین شامل ہیں۔جس سے کتاب کی اہمیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے اور یہ فقہ کی نادر دستاویز بن گئی ہے۔

☆ مولّف نے بڑے احسن انداز میں اختصار سے کام لیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے جیسے دریا کو

کوزے میں بند کر دیا ہے مگر جہاں وضاحت کی ضرورت پیش آئی وہاں ضروری وضاحت بھی کر دی ہے۔ اور ایسی فصیح و بلیغ وضاحت کی ہے کہ قاری دم بخود رہ جاتا ہے۔

کتاب ''الانشراحات المعالیہ'' بہت عمیق علمی مباحث پر مشتمل، بے نظیر و بے مثال حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اصولِ فقہ پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہے اور مولّف کے علم، ذہانت، فطانت، قوت حافظہ، فقہ اور اصول فقہ میں نظر عمیق پر دلیل ناطق ہے۔ اس کی اہمیت کا انداز اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب مولّف کی حیات میں ہی شہرہ آفاق ہوگئی۔ اسی سے اس شرح کی جامعیت، افادیت اور کثرتِ مواد و معلومات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ (۵۷)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے نادر اور نایاب علمی خزانوں کی تحقیق و تدوین کے بعد اشاعت کا بندوبست کیا جائے تاکہ اہل علم اور طلباء ان سے مستفید ہو سکیں۔

☆☆☆☆

مصادر و مراجع

(۱): التوبہ ۹: ۱۲۲ (۲): التوبہ: ۹: ۸۷ (۳): طہٰ ۲۰: ۲۷۔۲۸ (۴): بنی اسرائیل ۱۷: ۴۴۔
(۵): النساء ۴: ۷۸ (۶): بخاری کتاب الایمان باب: من یرد اللہ بہ خیرا، ص (۷۱)۔
(۷): مسند الطیالیسی، باب: دخل النبی ﷺ المسجد، ص (2251)۔
(۸): مجمع الزوائد، باب فی التعلیم (جلد اول/ ۲۹۲) حدیث نمبر (۸۴۷)۔
(۹): مجمع الزوائد، باب فی فضل العلم (جلد الثالث/ ۲۰۸) حدیث نمبر (۱۸۴)۔
(۱۰): جامع الاحادیث، (جلد ۷/ ۱۵۶) حدیث نمبر (۲۱۶۸۶)۔
(۱۱): جامع الاحادیث، (جلد ۶/ ۴۴۸) حدیث نمبر (۱۹۷۹۰)۔
(۱۲): غزالی، الامام حجۃ الاسلام محمد بن محمد، المستصفیٰ (جلد ۱/ ۳)، مطبعۃ الامیریۃ، ۱۳۲۲ھ۔
(۱۳): حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ حنفی، کشف الظنون (۱۱۳)، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۲ھ۔
(۱۴): صدر الشریعہ، عبید بن مسعود حنفی، التنقیح (۲۰)، مطبعۃ الخیریہ، قاہرہ، ۱۳۲۲ھ۔
(۱۵): معلم بطرس بستانی/ دائرۃ المعارف (۳/ ۴۸۷)۔
(۱۶): وجدی: محمد فرید، دائرۃ المعارف، مکتبۃ المثنی، بغداد ص ۳۸۶
(۱۷): العینین، بدران، اصول الفقہ، قاہرہ، ۱۹۶۵ء ص ۳۱
(۱۸): لکھنوی: عبدالحی بن فخر الدین الحسینی، الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند (۱۲۶۔۱۲۷)، مطبوعات مجمع العلمی، دمشق، ۱۳۷۷ھ۔
(۱۹): بھٹی، محمد اسحاق، فقہاء ہند (جلد ۴، حصہ ۲، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان ۔ صفحہ ۱۱۲)۔
(۲۰): محمد طفیل، نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان ۔ ۱۹۶۲، ص (۵۰۶)۔
(۲۱): کوکب: عبدالنبی، فہرست مخطوطات جلد اوّل، جامعہ پنجاب ص (۹۰)۔
(۲۲): محمد طفیل، نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان ۔ ۱۹۶۲ ص (۵۰۶)۔
(۲۳): کوکب: عبدالنبی، فہرست مخطوطات جلد اوّل، جامعہ پنجاب ص (۹۰)۔
(۲۴): محمد طفیل، نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان ۔ ۱۹۶۲، ص (۵۰۶)۔
(۲۵): کوکب: عبدالنبی فہرست مخطوطات جامعہ پنجاب جلد اوّل، ص (۹۰)۔

(۲۶): محمد طفیل ،نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان۔۱۹۶۲ء ص (۵۰۶۔۵۰۷).

(۲۷): کوکب: عبدالنبی فہرست مخطوطات جامعہ پنجاب جلد اوّل ص (۹۰).

(۲۸): حوالہ سابق۔

(۲۹): صدیقی: خیرالزمان، باغ و بہار (مخطوط)، ص ۶.

(۳۰): محمد طفیل ،نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان۔۱۹۶۲ء ص (۵۰۶).

(۳۱): النساء:۵۹.

(۳۲): صدیقی: خیرالزمان، باغ و بہار (مخطوط)، ص ۷.

(۳۳): کوکب: عبدالنبی، فہرست مخطوطات جامعہ پنجاب جلد اوّل ص (۹۱).

(۳۴): محمد طفیل ،نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان۔۱۹۶۲ء ص (۵۰۷).

(۳۵): دیکھئے حوالہ نمبر ۵۳

(۳۶): محمد طفیل ،نقوش لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور پاکستان۔۱۹۶۲ء ص (۵۰۷).

(۳۷): بھٹی: محمد اسحاق، فقہاء ہند جلد چہارم حصہ دوئم، ادارہ ثقافت الاسلامیہ لاہور۔ ص ۱۱۲

(۳۸): لکھنوی: عبدالحی بن فخر الدین حسینی، نزہۃ الخواطر.. جلد پانچ مجلس ادارہ معارف عثمانیہ حیدر آباد دکن انڈیا، صفحہ ۲۲۳

(۳۹): لاہوری: عبدالمجید، بادشاہ نامہ جلد اوّل، حصہ دوم ص ۳۴۳.

(۴۰): بھٹی: محمد اسحاق، فقہاء ہند جلد چہارم حصہ دوم، ادارہ ثقافت الاسلامیہ لاہور۔ ص ۱۱۳.

(۴۱): دیکھئے فہرست مخطوطات (بانکی پور لائبریری) ہندوستان ص ۴۵.

(۴۲): الفاظ کے اعداد جمع کیے جائے تو تاریخ وفات سنہ ۱۰۵۲ بنتی ہے۔

(۴۳): ملا عبدالسّلام اعظمی دیوہ (اعظم گڑھ) کے رہنے والے تھے۔(دیوہ کو اعظم گڑھ اور اسی نسبت سے مولانا کو اعظمی کہا ہے)۔(تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد۲، جامعہ پنجاب، لاہور،۱۹۷۲ء. ص ۲۹۹

(۴۴): دیکھئے فہرست مخطوطات، بانکی پور لائبریری، ہندوستان ص ۴۵.

(۴۵): نسفی : عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین ابو البرکات حنفی، متوفی سنہ (۷۱۰ ھ) ہدیۃ العارفین ،منشورات مکتبہ المثنی بغداد (۱/۴۶۴).

(۴۶): دیکھئے ''المنار'' دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

(۴۷): بزدوی، امام فخر اسلام: شیخ الحنفیہ، عالم ماوراء النہر، ابو الحسن علی بن محمد، (۴۸۲ ھ) ہدیۃ العارفین

،منشورات مکتبہ المثنی بغداد (۶۹۳/۱).

(۴۸): سرخسی: شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی التوفی (۴۸۳ھ): کشف الظنون، منشورات مکتبہ المثنی بغداد (۱۵۸۰/۲).

(۴۹): اشعریہ/اشاعرۃ: اسلامی فرقہ کلامیہ جس کے بانی ابوالحسن اشعری متوفی (۳۲۴ھ)، الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب

دارالندوہ العالمیہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ریاض (۸۷/۱).

(۵۰): معتزلہ: فرقہ اسلامیہ، اموی دور میں ظاہر ہوا اور عباسی طور پر عروج حاصل ہوا۔ الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان والمذاہب، دارالندوہ العالمیہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ریاض (۴۹/۱)..

(۵۱): دیکھیے تحقیق مخطوط ''الانشراحات المعالیہ''، ص ۲۵

(۵۲): دیکھیے تحقیق مخطوط ''الانشراحات المعالیہ''، ص ۲۵

(۵۳): ابوالمعالی: مولف کا بیٹا جو علوم کثیر میں عالم متبحر تھا، (نقوش لاہور ص نمبر ۵۰۶)

(۵۴): کوکب: عبدالنبی فہرست مخطوطات جامعہ پنجاب جلد اوّل، ص (۹۰).

(۵۵): دیکھیے تحقیق مخطوط الانشراحات المعالیہ، ص ۴۴۶

(۵۶): دیکھیے تحقیق مخطوط الانشراحات المعالیہ، ص ۴۳.

(۵۷): تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، جلد ۲، جامعہ پنجاب، لاہور، ۱۹۷۲ء. ص ۳۰۰